السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ خطبہ جمعہ وغیرہ میں واسطے سمجھانے عربی نہ جاننے والوں کے خطبہ عربی کا اُردو یا پنجابی یا فارسی میں حسب حاجت ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اقوال وباللہ احوال ماہرین شریعت پر مخفی نہیں کہ خطبہ لغت عربیہ میں وعظ ونصیحت کو کہتے ہیں، جیسا کہ عبارات کتب لغت سے ظاہر ہے۔ الخطب[1] والمخاطبة والتخاطب المراجعة فی الکلام ومنه الخطبة والخطبة لکن الخطبة تختص بالموعظة والخطبة لطلب المرأة انتہی ما فی مفردات القرآن للامام راغب بن الحسین مختصر انطبہ بالضم کلام کہ در ستائش خدا ونعت نبی ﷺ وموعظت خلق باشد ونثر مسجع انتہی، فی منتہی الارب، الوعظ والموعظة ہو مقترن بتخویف وقال الخلیل ہو التذکیر بالخیر فیما یرق بہ القلب قال اللہ عزوجل یعظکم لعلکم تذکرون وقال قد جاء تکم موعظة من ربکم الی اخر ما فی مفردات القرآن، پس یہ بات ہوئی کہ خطبہ وعظ کو کہتے ہیں اور غرض وغایت درس ووعظ قرآن مجید وحدیث شریف سے یہ ہے کہ سامعین وعظ سن کر اس سے پند پذیر وعبرت گیر ہوں اور مطلب ومعنی آیت وما [2] انزلنا علیک الکتب الالتبین لھم الذی اختلفوا فیہ ومعنی آیہ وانزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور وغیرہ کے اسی پر دال ہیں کہ سامعین غیر عربی دان کو بدون سمجھانے معنی اور واقف کرانے اس کے عبارت درس ووعظ سے کچھ حاصل نہیں اسی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وما[3] ارسلنا من رسول الابلسان قومہ لیبین لھم الآیة وبیان مستلزم تفہیم وتفہم کو ہے اور بغیر قصد تفہیم وتفہم کے درس ووعظ معری عن المقصود ہوگا۔

ترجمہ) ''رسولوں کو ان کی قوم کی زبان میں وحی اس لیے کی گئی کہ وہ اس کو آسانی سے سمجھ سکیں اور کسی بات کے سمجھنے میں غلطی نہ کریں اور اس کو آسانی کے ساتھ دوسروں کے پاس نقل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں) فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف، احسان اور قرابت داروں کے حق ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی، بُرائی اور سرکشی سے روکتے ہیں اور تمہیں نصیحت کرتے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

پس ان تفاسیر سے صاف ظاہر وواضح ہوا کہ بدون سمجھنے معنی کے تذکر واتعاظ متعذر ودشوار ہے۔ بنا بریں اس کے ترجمہ ووعظ ودرس وخطبہ کا غیر عربی دان کے واسطے ضرور چاہیے اور وعظ وخطبہ بدون ترجمہ کے واسطے سامعین غیر عربی دان کے برائے نام ناکام وغرض ناتمام ہوگا کیونکہ درس ووعظ وخطبہ واسطے تفہیم وتفہم سامعین کے موضوع ومقرر ہوا تاکہ سامع سمجھ وبوجھ کر متنبہ ہوجائے اور براہ راست آجائے اسی نظر سے آنحضرت ﷺ نے خطبہ حج وخطبہ جمعہ وغیرہ میں فرمایا فلیبلغ الشاھد الغائب اور بے سمجھ کیا پہنچا دے گا قاضی بیضاوی نے لیبین لھم کے تحت میں تصریحاً لکھا دیا ذ یتفقہو[4] ثم ینقلوہ ویترجموہ لغیر ھم محض اس لیے کہ جب تک واعظ وخطیب کا وعظ وبیان سامعین کے مرکوز خاطر نہ ہوگا محض لغو وبیکار ہوگا کیونکہ جو غرض شارع کی اس خطبہ ووعظ سے تھی وہ فوت ہوگئی کما لایخفی علی المتامل المتفطن اگر کوئی کہے کہ نماز میں بھی قاری کو چاہیے کہ مقتدی کے واسطے ترجمہ قرأت کا کرے تاکہ وہ اس کے معنی سمجھ بوجھ لے تو یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ قرآن کا پڑھنا امام ومقتدی دونوں پر نماز میں واجب ہے حسب ارشاد خداوند کریم کے فاقرؤا [5] ماتیسر من القرآن، پس امر وجوبی صیغہ فاقرؤا سے واضح ہوا کہ ہر نماز کو خواہ امام ہو یا مقتدی نظم قرآن کہ خاص عربی منظوم کا نام ہے جو نقل متواتر ہم تک پہنچا پڑھنا ضرور ولابد ہے اور زبان فارسی وغیرہ میں ترجمہ اس کا نماز میں کرے تو منقول خاص متواتر باقی نہ رہے گا کیونکہ اس پر اطلاق قرآن کا نہ ہوگا تو خاف ماموربہ کا لازم پس اسی سب سے ترجمہ قرآن کا نماز میں پڑھنا ممنوع ومحظور ہوگا کما لایخفی علی ماھری الشرعیة۔

اور صاحبین اس پر متفق ہیں وبعض حنفیہ نے لکھا ہے کہ صاحبین نے وقت عجز علاوہ ازیں نماز ذکر ہے اور خطبہ تذکیر ذکر اور تذکیر کا حکم ایک کب ہوسکتا ہے احناف کرام نے بھی خطبہ کو بزبان عربی منحصر نہ رکھا امام ابو حنیفہ رکھا نہ بلا عجز لیکن قول امام اعظم صاحب کا معتمد ہے۔

ترجمہ) ''خطبہ عربی میں ہونا ضروری نہیں ہے باب صفة الصلوٰة میں پہلے بیان ہوچکا ہے کہ عربی میں پڑھنا فرض نہیں ہے اگرچہ عربی کی قدرت رکھتا ہو اور صاحبین عجز کی شرط لگاتے ہیں لیکن معتمد قول امام ابو حنیفہ) ہی ہے طحطاوی میں ایسا ہی ہے۔''

اور ہر گاہ نص مذکور مساعد ترجمہ کا واسطے غیر عربی دان کے ہوا تو پھر اگلے پچھلے سے ہم کو باک نہیں، تلک امة قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون واللہ اعلم۔ وھو الموفق للصواب۔ فلیعتبروا اولوا النہی والالباب۔ (سید محمد نذیر حسین) (سید محمد عبدالسلام) (سید محمد ابوالحسن

ترجمہ) ''یہ جو کہا جاتا ہے کہ سلف سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے عجمی زبان میں ترجمہ کیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدم ذکر سے عدم ثبوت لازم نہیں آتا صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے ان کے) درمیان بیٹھتے قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے اور ایک روایت میں کہ ان کو وعظ کرتے یہ ترجمہ کے جواز میں صریح ہے کیونکہ عجمی ملکوں میں اس وقت تک وعظ کا اثر نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا ترجمہ نہ کیا جائے۔''

(عبدالتواب)

چونکہ خطبہ میں شارع کی طرف سے کوئی تعیین کلمات کی وارد نہیں ہوئی بلکہ فقط حمد وثنا بما ہوا اور تذکیر بالقرآن اور امر بالمعروف وارد ہوا ہے اور تذکیر عوام اہل ہند کو بغیر ترجمہ کے ممکن نہیں اس لیے بموجب دلائل فتوی بالاخطبة میں ترجمہ قرآن کا کرنا اور وعظ کہنا اور امر بالمعروف کرنا زبان ہندی میں جائز ہے۔ فقط حررہ محمد تغمد اللہ الصمد بالرحمة والفضل المؤید (خادم شریعت رسول الادب ابو محمد عبدالوہاب

مقصود شارع کا شریعت خطبہ سے صرف پند و موعظت ہی ہے پس جب خطبہ اس مقصود سے خالی ہوگا تو حقیقت میں وہ خطبہ خطبہ ہی نہیں یونہی برائے نام بطور رسم سمجھا جائے گا بیشک خطبہ میں واعظ جس زبان میں حاجت پوری کرسکتے ہیں کریں جو لوگ خطبہ میں وعظ بزبان عجمی کرنے سے باوجود داعی شدیدہ کے منع کرتے ہیں وہ مقصود خطبہ سمجھنے سے بے خبر ہیں فقط حررہ محمد ابراہیم بن مولوی احمد ساکن جزیرہ جشیان۔ جواب بہت ہی صحیح ہے عبدالرحمٰن بن عبدالکریم جواب خطبہ جمعہ کا ہو خواہ کسی اور محل کا مقصود صرف وعظ و تذکیر ہے پس اگر یہ وعظ تذکیر صرف عربی عبارت سے ہوسکے اور اس کو اکثر مخاطبین و حاضرین مجلس سمجھیں تو عربی پر اکتفا کرنا اولےٰ ہے اور اگر اکثر مخاطب عرب نہ سمجھیں تو اس کا ترجمہ ہندی میں اور دوسری زبانوں میں جو مخاطب سمجھیں ضروری ہے صحیح مسلم میں جابر بن سمرۃ سے روایت ہے ک انت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبتان یجلس بینھما یقرء القرآن و یذکر الناس، نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے، فیہ دلیل الشافعی فی انہ یشترط للخطبۃ الوعظ والقراءۃ جو لوگ ہندیوں میں جو عربی نہ سمجھتے ہوں صرف عربی خطبہ اکتفا کرنے کو واجب جانتے ہیں اور ترجمہ کرنے کو ناجائز کہتے ہیں وہ خطبہ کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور مقصود شرع سے بے خبر ہیں اس باب میں ایک مفصل اشاعۃ السنہ شائع ہوگا اس لیے اس مقام میں زیادہ تفصیل نہیں ہوئی۔

(ابوسعید محمد حسین)

ان الحکم الا اللہ اگر کوئی شخص اس طور پر خطبہ پڑھے کہ اس میں عبارات عربی مثل آیات قرآنی اور احادیث اور ادعیہ ماثورہ کچھ نہیں ہوں تو یہ صورت جائز نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں کرے بلکہ عبارات یہ صورت جواز کی ہے صحیح مسلم میں ہے۔ کانت[6] للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبتان یجلس بینھما یقرء القرآن ویذکر الناس جب تک ترجمہ نہیں کیا جائے گا تو عوام الناس کیونکر سمجھیں گے اور تذکیر کا اختصاص بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس مقام میں کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کافی ووافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ ابوالطیب محمد الدعو بشمس الحق العظیم آبادی عفی عنہ (محمد اشرف عفی عنہ) (ابو عبداللہ محمد ادریس)

خطب، مخاطبہ، تخاطب ایک دوسرے سے کلام کرنے کو کہتے ہیں اور خطبہ وعظ و نصیحت کی کلام سے خاص ہے اور خطبہ عورت کی منگنی سے اور خطبہ بالضم خدا تعالیٰ کی تعریف و رسول کی توصیف اور وعظ و نصیحت کو کہتے ہیں جس میں تخویف شامل ہو اور اس سے دل نرم ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور فرمایا تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے۔[1]

''ہم نے تجھ پر کتاب اس لیے نازل فرمائی کہ آپ ان کے سامنے وہ چیز بیان کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں'' اور ہم نے تیری طرف قرآن اس لیے اتارا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔[2]

ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اپنی قوم کی زبان میں بھیجا تاکہ ان کے سامنے بیان کرسکے۔[3]

تاکہ وہ اس کو سمجھیں پھر اس کو دوسروں کے پاس نقل کریں اور اس کا ترجمہ کریں۔[4]

جو قرآن سے میسر ہو وہ پڑھو۔[5]

نبی ﷺ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے ان کے درمیان بیٹھتے قرآن پڑھتے اور نصیحت کرتے۔[6]

فتاوی نذیریہ

جلد01ص610

محدث فتویٰ